سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
۱۲ وارث روڈ - لاہور

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم-اے ایمپرس روڈ - لاہور } مینیجر

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۰

شراب

جناب منت کے قلم سے

میرے سر میں کر گئی کیوں بیکلی کل کی شراب / شب یہ کیوں ساقی نے دیدی پھول سی ہلکی شراب
پوچھ لو پیر مغاں سے جب کبھی ڈھلکی شراب / کب تنک ظرفی سے میرے جام کی چھلکی شراب
صورت سیارہ ہے چکر میں آیا آفتاب / برق یا مینائے مل میں کوند کر چھلکی شراب
ایک ہی چلو میں دل بہکا تو چکرایا دماغ / تھی یہ پچکائی ہوئی کس دیگ کس نل کی شراب
خانۂ خمار ہے دار الشفائے مے کشاں / درد سر کے واسطے دارو ہے صندل کی شراب
بزم تو ناہیں ڈھلے سے میر مجلس نے کہا / تھی یہ اچھی کیوں نہ تو نے پیش اول کی شراب
آسماں میں ہو ہوا کے رخ پہ کیا مستانہ چال / اے صبا لا کر پلا دے مجھ کو بادل کی شراب
لگ گئی گردون گرداں کے ادھر ہر کا داغ / عرش پیما نخش سے کیا کم ہے پیدل کی شراب

اس نئی مے کا خمار اُترے نہ اے منت اگر
ساقیا تو مجھے دے اپنی بوتل کی شراب

غزل فارسی

از قلم منت

دابستۂ محبت کارے دگر ندارد / مغلوب عبودیت بارے دگر ندارد
مشتاق دید رویش آوردہ رو بسویش / بگرفت جا بکویش دارے دگر ندارد
خاک تند خوی ضربت زدہ زسوی / مقتول کش آرزوی دارے دگر ندارد
محبوب گل فروشانم تنہا مقیم جانم / بستان و بستانم خارے دگر ندارد
اے دل مشو پریشان آتش بجنب کہ جاناں / جز موی زلف پیچاں مارے دگر ندارد
از بحر عشق جاناں ساحل مگیر ایجاں / کاں در طرۂ زنخداں نمارے دگر ندارد
منت زخود گذشتن ہم از دوئی رمیدن / آں یار خاطر من بارے دگر ندارد

لعزر اور دولتمند کی تمثیل

گذشتہ سے پیوستہ

جناب مجبور کے قلم سے

ذرا بھیج لعزر کو ہو مہرباں / بھگو کر وہ انگلی کرے تر زباں
مرا جاتا ہوں میں یہاں پیاس سے / ہوا ملتجی یوں بڑی آس سے
خدا کے لئے بھیج دو بھیجدو / مرے تشنہ لب کو وہ اب تر کرو
ہوا اُس سے تب یوں مخاطب خلیل / نہیں اسکی ممکن نکلنا سبیل
تجھے یاد ہے جب تو دنیا میں تھا / ہمیشہ وہاں خوش و خرم رہا
مگر اس بیچارے کو جب تک جیا / بجز جھوٹے ٹکڑوں کے کچھ نہ ملا
سو اب ہے وہ خوش اور خرم یہاں / تمہارے ہی حصہ میں دوزخ میاں
علاوہ ازیں ہے گڑھا درمیاں / نہ آنا نہ جانا ہے ممکن یہاں
کہا اور بھائی ہیں آبا مرے / کہ آئیں یہاں وہ خدا نکرے
تو اے بھیج لعزر کو اُن کے قریب / کہ توبہ کریں تا ہو جنت نصیب
کہے پھر یہ حضرت نے پاسخ دیا / کہ ہیں پاس اُنکے کتب انبیا
مگر اس نے پھر یوں کہا ہو اداس / یہ مانا کہ ہیں انبیا اُنکے پاس
وے اگر کوئی یاں سے جائے وہاں / تو بات اُسکی مانیگے وہ بےگماں
کہا تب یہ حضرت نے سنئے جناب / تمہارا یہ کہنا نہیں ہے صواب

کہ جب وہ نہ زندوں کی پروا کریں
تو مردوں کی باتیں بھلا کب سنیں۔

اگر تم بیس برس میں خوبصورت اور تیس برس میں طاقتور نہیں اور چالیس برس میں دانا نہیں اور پچاس برس میں دولتمند نہیں تو کبھی خوبصورت اور طاقتور یا دانا یا دولتمند ہونے کی امید نہ کرو۔ (خوش باش)

لایل پور چرچ پلپٹ

یہوواہ یری

پیدایش ۲۲:۱۴

یہ نام ہمیں موریا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کی چوٹی کو دیا گیا ہے۔ جہاں ابراہام نے اپنے بیٹے اضحاق کو قربان کرنے کو ذبح بنایا تھا۔ اصل میں یہ نام ابراہام کے ایمان کے عین مرکز کو ظاہر کرتا ہو۔ اپنی زندگی کے ہر ایک مرحلے میں اس کے ایمان کی عمارت کے کونے کا سرا یہی رہا ہے کہ خدا آپ دیکھ لیگا اور آپ مہیا کریگا۔ یہ نام یہوواہ یری ایک نہایت ہی درد انگیز مگر بہت ہی سبق آموز واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور چاہئے کہ ہم بھی اس سے چند ایک سبق سیکھیں

ابراہام بہت بوڑھا تھا اور باوجود اس وعدے کے کہ خدا نے کہا تھا کہ میں تیری اولاد کو ستاروں اور دریا کی ریت سے کہیں زیادہ بڑھاؤنگا۔ اس کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ تاہم اُس نے ان وعدوں کو برحق سمجھا تھا۔ خدا نے بڑھاپے میں اُسے ایک بیٹا بخشا جو اسکی دھندلاتی ہوئی آنکھوں کے لئے نور تھا۔ اور کانپتے ہوئے ہاتھوں کے لئے سہارا تھا۔

ابراہام کی آئندہ تجویزیں اسی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ مگر ایک رات ایسا ہوا کہ خدا نے ابراہام سے فرمایا کہ اضحاق کو لے اور زمین موریا میں جا اور اُسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤنگا۔ سوختنی قربانی کے لئے چڑھا۔ یہ حکم جس کی توقع کبھی ابراہام کو نہیں ہو سکتی تھی۔ اس قدر کافی تھا کہ ابراہام کے ایمان کی بنیاد کو یکلخت ہلا دیتا اور اُسکی امید کی ساری عمارت کو شکستہ کر دیتا۔ مگر ابراہام بالکل نہیں گھبرایا۔ لکھا ہے کہ وہ صبح سویرے اُٹھا۔ اپنے گدھے پر چارجامہ کسا۔ اپنے جوانوں سے دو جوان ساتھ لئے۔ اور سوختنی قربانی کی لکڑیاں چیر کر ساتھ رکھ لیں۔ کچھ آگ ساتھ لے لی۔ اور غالباً اپنی بیوی کو بغیر بتائے چل پڑا کہ خدا کے حکم کے مطابق سوختنی قربانی کرے۔ تین دن کے سفر کے بعد ابراہام نے اپنے نوکر جوانوں کو کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اور میں اور میرا بیٹا اوپر جاکر اس جگہ سجدہ کرکے واپس آئینگے۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹا اوپر چڑھنے لگے۔ جونہی کہ بڈھا ابراہیم اپنے جوان اور مضبوط بیٹے کے کاندھے پر سہارا لگائے ہوئے اپنے تھکے ہوئے قدموں کو مشکل سے آگے بڑھا رہا تھا۔ اضحاق نے ایک سوال کیا جس سے گویا اس کے جگر میں چھُری پھر گئی اور اگر ابراہام سچ مچ خدا پر بھروسہ کرنے والا نہ ہوتا مشکل تھا کہ اس سوال کا جواب دیتا۔ مگر ابراہام اس جواب میں پھر اپنے ایمان کے اصول ظاہر کرتا ہے۔ جب اضحاق نے کہا کہ اے باپ آگ اور لکڑیاں تو ہیں مگر سوختنی قربانی کا برّہ کہاں ہے تو فوراً جواب آیا کہ خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کا برّہ تجویز کریگا۔ یہ خیال یہوواہ یری کے ہی منبع سے نکلتا ہے۔

غرض بیچارہ ابراہام نہایت ہی تھکے ماندے اعضا اور نہایت ہی غمزدہ دل کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا۔ ناظرین غور کریں کہ ایسے باپ کے لئے کس قدر مشکل کام تھا۔ کہ پہاڑ کی بلندی پر چڑھے جبکہ اُسکو معلوم تھا کہ اس کا ایک ایک قدم اُسکو اس کے اپنے ہی اکلوتے بیٹے کے قربان کرنے کے لئے لیجا رہا ہے۔ آخر منزل مقصود پر پہنچے۔ ابراہام نے ایک قربانگاہ بنائی اُس پر لکڑیاں چنیں اور سب کچھ تیار کرکے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پر مضبوط دل سے اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور قربانگاہ پر رکھدیا اور اپنے دل کو جو بیقراری سے تڑپ رہا تھا اور اپنے آپ پر بہت سا جبر کرکے خنجر کو ہاتھ میں لیا اور چاہتا تھا کہ ایک ہی ضرب سے اپنے پیارے لختِ جگر کو قربان کردے کہ یکایک ایک غیبی آواز نے اس کے ہاتھ کو روک لیا یہ عجیب نظارہ تھا جو اس وقت اس پہاڑ کی چوٹی پر آسمان ملاحظہ کر رہا تھا۔ بلکہ خدا اور اُس کے فرشتے اس میں دلچسپی لے رہے تھے۔ ابراہام کا پیارا اکلوتا سارہ کا لاڈلا بڑھاپے کی امید وعدوں کی تکمیل یعنی اضحاق اپنے ہی باپ کے ہاتھ سے قربان ہونے کو تیار تھا۔ ایسی تسلیم کُل اور کمال فرمانبرداری کا نظارہ جس میں ابراہام نے اپنے مالک خداوند اور اضحاق نے اپنے باپ ابراہام کے آگے سر تسلیم خم کرکے ایک اُنگلی بھی نہ اُٹھائی۔ ہر ایک بشر کے دیکھنے اور غور کرنے کے لائق ہے۔ خدا اس آزمایش میں ابراہام کے ساتھ ایک انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ امتحان ابراہام کے لئے بہت سخت تھا۔ مگر اب ختم ہوا ہے۔ ابراہام اس میں سے فاتح کی طرح نکلتا ہے اور اس برّے کی قربانی کے بعد اس فتح کی یادگاری میں اُس کا نام یہوواہ یری رکھتا ہے۔ آؤ آج دیکھیں کہ یہوواہ یری میری اور آپ کی زندگی میں کیا معنی رکھ سکتا ہے۔ اور ہم اس سے کیا سیکھ سکتے ہیں

اوّل۔ دینداروں پر بعض آزمایشیں ایسی آتی ہیں جو خدا کی طرف سے ہیں۔ جنکا مقصد یہ نہیں کہ وہ آدمی کو گرا دیں بلکہ یہ ہے کہ دیندار امتحان میں سے زیادہ مضبوط ایمان والا ہوکر نکلے۔ ایوب پر ایسی آزمایش آئی۔ اور اگرچہ اس آزمایش میں اس کے مال اور جان کا بہت نقصان ہوگیا۔ تاہم اس آزمایش میں سے ایمان کا بہادر ہوکر نکلا۔ اسی امتحان نے اُس کے صبر کو دنیا اور زمانوں کے درمیان ضرب المثل بنا دیا۔ ابراہام بھی اس آزمایشوں میں سے بہت ہی ایمان والا ہوکر نکلا۔ ان آزمایشوں سے میرا مطلب وہ آزمایشیں نہیں جو انسان کی اپنی ہی خواہشیں پیدا کرتی ہیں۔ اگرچہ وہ شخص مبارک ہے جو آزمایش کی برداشت کرتا ہے۔

تاہم میرا مطلب وہ امتحان ہیں جو ایمانداروں کی تقویت اور بہتری کے لئے خدا بھیجتا ہے۔ چاہئے کہ ایسی آزمایشیں اگرچہ دنیوی طور سے ہمیں کچھ نقصان پہنچائیں۔ پر روحانی طور سے ہمیں بہتر اور زیادہ سرگرم مسیحی بنا دینگی۔ مشکل یہ ہے کہ زیادہ تر مسیحی لوگ ایسی مشکلوں اور زبونیوں میں آکر اپنا جسمانی اور روحانی نقصان کر بیٹھتے ہیں۔ وہ خدا پر شک کرنے لگتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے ایمان کے جہاز کو غرق کر بیٹھتے ہیں۔ ناظرین یہوواہ یری آپ کے لئے یہ سبق رکھتا ہے کہ اگر آپ کی شخصی یا خاندانی زندگی میں آپ کے ارد گرد کے حالات بہت مایوس کن ہوں۔ اور اوپر آسمان سیاہ بادلوں سے گھرا ہوا نظر آئے۔ اور کوئی ہمدرد یا مددگار نظر نہ آئے تو آپ یہوواہ یری کو یاد کریں۔ اپنی نظر اوپر آسمان کی طرف اُٹھائیں اور اُن اندھیرے اور سیاہ بادلوں کے پرلی طرف

دیکھو ص ۱۱



نور افشاں

مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء

خوش آمدید

ناظرین اخبار کو یہ سنکر بکمال خوشی و مسرت ہوگی کہ گذشتہ ہفتہ میں ڈاکٹر ای ۔ ڈی لوکس پرنسپل ایف۔ سی کالج لاہور اپنی میم صاحبہ اور بچوں سمیت سلامتی کے ساتھ لاہور پہنچ گئے ہیں ہم صدق دل سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

دیگر جای مسرت ہے کہ ایف ۔ سی کالج لاہور کنیرڈ سکول و کالج لاہور کے پروفیسر ان ۔ و پرنسپل اور استاد اور شنوڈنٹس اور طالب العلم اپنی رخصتیں تمام کرکے اور تازہ دم ہوکر پھر کالجوں اور سکولوں میں تشریف لا رہے ہیں ۔ رنگ محل سکول بھی کھل گیا ہے ۔ باقی سکول اور کالج کھلنے کو ہیں ۔ ہم سب کا خیر مقدم کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کاموں میں سب کی مدد فرمائے ۔ جو کالجوں اور سکولوں میں پھر ہونے کو ہے ۔

شدھی کے کرشمے

ہند کے اکابرین نے مسیحیت و اسلام کی نیک اور پاک کوششوں کا انسداد آخر کار شدھی سے تجویز فرمایا تھا ۔ شدھی جنم دن سے ہی مسلمانوں کے گلے کا ہار بنا تھی ۔ مگر جس طرح مسلمانوں نے شدھی کے دانت کھٹے کئے اُسے شدھی کے جنم داتا ہی جانتے ہیں ۔ مسلمانوں کو شدھ کرنے والوں کو میدان شدھی چھوڑ کر بھاگنا پڑا تھا ۔ اب یہ شدھی جنوبی ہند کے مسیحیوں کے لئے وبا بنکر پھیلنے پڑی ہے ۔ غریب مسیحی شدھی کا شکار ہو رہے ہیں ۔ شدھی کی وبا کے معالجہ میں ابھی کر ان علاقوں میں جا پہنچیں جہاں شدھی کے حامیوں نے اپنا ڈیرا آ گیا ہے ۔ ہم جملہ مسیحیوں کی آگاہی کے لئے آندھرا آریہ مشن گنٹور کی ششماہی رپورٹ کا اختصار بمعہ پرکاش مطبوعہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۶ء سے ذیل میں درج کرتے ہیں مسیحیوں کو چاہئے کہ وہ یہ رپورٹ پڑھکر مسیحیوں کو شدھی کے چنگل میں گرفتار ہونے سے بچائیں ۔ بمعہ پرکاش لکھتا ہے ۔

آندھرا آریہ مشن گنٹور کی ششماہی رپورٹ

آریہ سماج میں یہ ایک اچھی یا بری پرورتی ہے کہ تھوڑا سا کام کرکے اُس کی ڈھنڈی پیٹا جاتا ہے ہیں ۔ عیسائی مسلمانوں کو دیکھئے ۔ اُن کے مشنری اور ملاں برسوں کا کام کرتے چلے جاتے ہیں ۔ ہزاروں اور لاکھوں کو اپنے مذہب میں شامل کر لیتے ہیں لیکن کسی کو خبر تک نہیں ہونے پاتی دوسری طرف آریہ سماج میں ایک عیسائی شدھ ہوگیا ۔ یا ایک مسلمان عورت ہندو بن گئی تو سب سے پہلا کام اس سماج کے منتری کا یہ ہوتا ہے کہ اس شدھی کی رپورٹ کو بڑے سے بڑے عنوان جماکر اخباروں میں بھیجے ۔ اس جہاں دکھلاوے کی پرورتی بڑھتی ہے وہاں دوسرے دھرم والوں کا بھی دل دکھتا ہے اور ان کی دشمنی دن بدن تیز ہوتی جاتی ہے ۔

اس لئے ہم نے یہ نشچے کیا تھا کہ ادھر کے کام کو سماچار پتروں میں پرکاشت نہ کریں ۔ جب تک اس کا کوئی روپ نہ ہو جائے ۔ کیونکہ کیا ہوا اگر دس بیس گاؤں کے کرسچین پھر ہندو بن گئے ۔ اس سمے سارے مدراس پرانت میں عیسائیوں کی تعداد ۱۲۸۰۷۴۳ ہے ۔ ان کا قریباً ایک تہائی حصہ یعنی پانچ لاکھ آندھرا پرانت میں ہے جہاں ہم کام کر رہے ہیں ۔ اس لئے اگر پچھلے ایک ورش میں ہم نے سات یا آٹھ سو عیسائی پریواروں کو شدھ کر لیا تو کونسا بڑا کام کر لیا ۔ کیونکہ دوسری طرف عیسائی پرتی ورش اس پرانت سے لگ بھگ ۱۶ ہزار اچھوت عیسائیت میں لاتے ہیں ۔ استو اس وقت آندھرا آریہ مشن کے آدھین چار مرکزوں میں کام ہو رہا ہے گنٹور ۔ گدی ۔ وادہ ۔ ایلور ۔ اور ساحبر ہندی ان استھانوں میں تین ونیتک اور دو اودیشک کام کر رہے ہیں ۔ اب تک قریباً چالیس گاؤں میں شدھی کے متعلق پرچار کیا جا چکا ہے ۔ اور پچیس گاؤں میں عیسائیوں کی شدھیاں ہوئی ہیں مختلف شدھیوں کی تفصیل اس طرح سے ہے :-

مارچ ۱۹۲۶ء گرام جمبو گورم ۲ پریوار

کولور گو	۶ پریوار	گن درم	۷ "
کیلولو	۲۷ "	پیچیڈ	۱۲۰ "
چیری چنچلہ	۳ "	اسن پوڑی	۲۰ "
ناگور پاڈو	۱۸ "		

اپریل ۱۹۲۶ء :-

گاودے پوری	۱۱ پریوار	دیم درم	۳ پریوار
کرد مردال	۲۹ "	اسکی پاڈو	۴ "
دیم درم	۴ "	دیمنڈلا	۱۴ "
جون پاڈو	۴ "		

جون ۱۹۲۶ء :- چاولیا پاڈو ۷ پریوار

اگست ۱۹۲۶ء :-

انجو پوری	۶ پریوار	پینچیندرا	۳ پریوار
جون پاڈو	۳ "	گوکل پوڑی	۳ "
گنگور	۴ "		

ستمبر ۱۹۲۶ء

جیوٹمہ	۷ پریوار	ٹیمرلیا	ایک پریوار
کولیشو پورم	۲ "		

کل تعداد ۲۰۳ پریوار

شری سوامی شردھا نند جی کے ادھریہ بھاؤ سے کے موقعہ پر گذشتہ دسمبر میں ایلور کے نزدیک ۔ بالقصد پریوار اور مختلف مقامات پر ۳۵ پریوار شدھ کئے ۔ اس طرح کل شدھیاں جو اس وقت تک کی گئیں ۲۳۷ پریوار کی ہیں ۔

جب بچوں کی آنکھوں میں مطلق نیند نہیں ہوتی تو انہیں تھپک تھپک کے سلانے کی کوشش کیجاتی ہے اور جب اُن کی آنکھوں میں نیند بھری ہوتی ہے تو انہیں بیدار کردیا جاتا ہے ۔ یہ کیا انصاف ہے؟ (خوش باش)

برٹشر صاحب! آپ بھی کسی زمانے میں ہندو ہی ہوتے تھے ۔ اب بھی آپ ہندو دھرم کرتے ہیں آپ نے اپنا مذہب بدل کر خدا کی ناراضی لی ہے

کن اصولوں پر چل کر ہند سوراج حاصل کر سکتا ہے

تعلیم کی ضرورت

نمبر ۱ کے ساتھ ہم اس قیمتی مضمون کو ختم کرتے ہیں اور بزرگ مسٹر ڈانیل سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس مضمون کو رسالہ کی صورت میں شائع فرما کر ہندو مسلم و مسیحیوں تک پہنچانے کی کوشش کریں تو اچھا ہو۔ ایڈیٹر

کسی ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی جب تک اس میں مکمل تعلیم نہ ہو۔ خصوصاً ۵۰ برس گذرے ہونگے کہ جاپان کس مپرسی کی حالت میں تھا۔ وہاں پر تعلیم بہت کم بلکہ بالکل نہ تھی۔ دوسرے ملکوں سے آمد و رفت۔ راہ و ربط نہ ارد۔ سب سے اول کاموں میں سے جو بڑا کام جاپان نے کیا وہ تعلیم کی طرف توجہ کا تھا۔ اس نصف صدی میں اُس نے تعلیم میں اتنی ترقی کی ہے کہ دنیا کے مہذب ممالک میں اس کا مرتبہ ہو گیا۔ اگر ہند کی تعلیمی حالت کا مقابلہ جاپان سے کیا جائے تو ہند روپیہ میں سے آنہ بھی نہیں۔ بلکہ ہند میں ان لوگوں کی تعداد جو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں پانچ فیصدی ہے اور اہل جاپان کی تعداد ۹۵ فیصدی بتائی جاتی ہے۔ ہند میں مردانہ تعلیم تو پانچ فیصدی ہی ہے مگر زنانہ تعلیم صرف ایک فیصدی بنتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ایک لڑکے کو تعلیم دی جائے تو ایک شخص تعلیم پاتا ہے۔ پر اگر ایک لڑکی کو تعلیم دی جائے تو ایک خاندان میں تعلیم ہوگی۔ بوجہ کہ وہ بڑی ہو کر جب بیاہی جائیگی اور بال بچے دار ہوگی تو گھر میں رہ کر اپنے سب بال بچوں کو تعلیم دیگی۔ اس طرح سے تعلیم کا سلسلہ تمام ملک میں جلد پھیل جائیگا۔ تعلیم کے ذریعہ سے نہ صرف دنیاوی ترقی ہے بلکہ دینی بھی۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

جبتک کوشش کرکے ہر قسم کی تعلیم اس ملک میں دیگر ممالک کی تعلیم کے برابر نہ پہنچائی جائیگی۔ تب تک ہند کو دیگر ممالک کے مرتبہ پر بنانا ناممکنات میں سے ہے۔ کسی کا قول ہے کہ کوئی قوم اپنی مستورات کی سطح سے اوپر نہیں جا سکتی ہے یعنی جس درجہ تک کہ مستورات نے ترقی کی ہوگی۔ اسی ہی درجہ تک اس قوم کی ترقی ہوگی مردوں نے خواہ کتنی ہی ترقی کی ہو۔ اس لحاظ سے ہماری ترقی ان قوموں کی ترقی کے مقابلہ میں جنہوں نے تعلیم نسواں میں سو فیصدی ترقی کی ہوئی ہے۔ صرف ایک فی صدی گنی جائیگی تو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص سو پیڑھیوں کے محل پر چڑھنے والا پہلی پیڑھی پر چڑھ جائے تو ہم اسکو محل پر چڑھا ہوا مان لیں؟ ہرگز نہیں۔ حصول سوراج کے لئے تمام ملک کے مردوں عورتوں کو تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ بلکہ کوشش کرکے تعلیم یافتہ بنکر سوراج کے تاج کو حاصل کرو۔ جہالت میں رہ کر آپ کو سوراج کبھی بھی نہ ملیگا۔

صرف کتابی تعلیم کافی نہیں

ہمارے ملک والوں نے تعلیم کے مفہوم کو غلط سمجھا ہوا ہے۔ جب یہ لکھنا پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔ خط پتر لکھ پڑھ لیتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے پوری تعلیم حاصل کر لی مگر یہ غلط ہے۔ ضروری بات یہ ہے کہ نوشت و خواند کے قابل ہونے کے بعد کوئی ایسا فن حاصل کرے جس سے اُس کی اور اس کے بال بچوں کی پرورش ہو سکے۔ دوکانداری کھیتی باڑی درزی موچی یا اور کسی پیشہ کا کام سیکھے۔ ڈاکٹر حکیم انجنیر بنے۔ غرضیکہ ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ہنر فن موجود ہو جس کے ذریعہ اسکی اور اُس کے خاندان کی پرورش ہو۔ آجکل انگریزی زبان عالمگیر زبان ہے۔ ہر قسم کے فن کی تعلیم۔ ہر ایک قسم کے کتب کا مطالعہ ہر ایک قسم کے لین دین اور تجارت کے قواعد۔ انگریزی دان بخوبی اور آسانی سے سیکھ سکتا ہے۔ بہت کم لوگ انگریزی زبان کے ذریعے یہ فائدے حاصل کرتے ہیں ہر ایک کا یہی خیال ہے کہ بی۔اے اور ایم۔اے پاس کرے اور بڑی نوکری حاصل کرے۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ جتنا روپیہ ایم۔اے پاس کرنے والا اپنی پڑھائی پر خرچ کرتا ہے۔ اس کا سود بھی تنخواہ کی صورت میں اسے نصیب نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کسی امیر آدمی کا لڑکا ایم۔اے پاس کرے تو اس کے دس ہزار روپے خرچ ہو جائینگے۔ آجکل سود کا اوسط نرخ ایک روپیہ فیصدی فی ماہ ہے۔ تو دس ہزار اسکا سود یکصد روپیہ ماہوار ہوا جو کہ ہر ایک ایم۔اے پاس کردہ کو ایم۔اے پاس کرتے ہی نہیں ملتا۔ اس سے ملک کے روپیہ کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔ انگریزی تعلیم کی جب ابتدا ہی تھی تو ہر ایک انگریزی خوان کو نوکری مل جاتی تھی۔ مگر اب مشکل سے پانچ فیصدی کو نوکری ملتی ہوگی۔ باقی سب تمام دن نوکریوں کے لئے امیدواری کی درخواستیں دیتے رہتے ہیں اور ماں باپ کے سر پر ایسا بوجھ ہیں جسکو نہ وہ اٹھا سکتے ہیں نہ سر سے اتار سکتے ہیں۔

دستی کام لوگ کیوں پسند نہیں کرتے؟

سوائے ہندوستان کے دیگر ممالک میں دستی کام برا نہیں گنا جاتا۔ بعض ملکوں میں تو دستی کام فخر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بعض میں علاوہ اپنے کام کے ہر ایک کا فرض ہے کہ کوئی نہ کوئی دستکاری ضرور سیکھ لیوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اہل ہند دستی کام سے نفرت کرتے ہیں جہاں تک میں نے اس مسئلہ پر غور کیا ہے مجھے ہندوستان میں منوجی کا مقرر کردہ معاشرتی و تمدنی انتظام اس کا ذمہ وار نظر آیا ہے۔ اس میں علم حاصل کرنے والوں کو خدا سے دوسرے درجہ پر رکھا گیا تھا۔ اور دستی کام کرنے والوں کو ادنیٰ درجہ دیا تھا۔ چونکہ ہزاروں برسوں سے ہند میں یہی طریقہ رہا۔ اس سے لوگوں کو بہت ہی پسند آگیا۔ اور اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اس زمانہ میں وہ طریقہ اچھا تھا۔ مگر اب دنیا میں صورت بدل گئی ہے۔ ہر ایک ملک میں بیرا ایڈ کا تو دور ہو گیا ہے ایم۔اے پاس کردہ جس پر دس ہزار روپے صرف ہوئے اور جس نے ایم۔اے کی ڈگری سولہ برس کے عرصہ میں حاصل کی اتنے روپے ماہوار کما سکیگا یقین نہیں رکھتا۔ جتنے کہ ایک دستکار کما سکتا ہے جس نے کہ دستکاری سیکھنے پر بہت کم خرچ



ہی حرفت نہیں کمایا۔ اور کام بھی وہ جلد ہی سال میں سیکھ گیا۔ ایم۔ اے پاس نے علاوہ اپنے وقت اور روپیہ کے نقصان کے اپنی صحت بھی کھو دی اور اپنے لواحقین کے لئے وبال جان ہو گیا۔ اور دستی کام کرنے والا تندرست دکھائی دیتا اور اپنے لواحقین کی خوشی کا باعث ہو گیا۔ آج ان قوموں کے لوگ جو کار شروع کرتے تھے۔ بغیر کسی قسم کی دستکاری کا کام سیکھے اپنی ضروریات سے بہت زیادہ کما رہے ہیں۔ مگر اعلیٰ تعلیم کے لوگ جو کچھ پڑھے ہوئے ہیں مگر ہاتھ سے کام کرنا عار سمجھتے ہیں۔ روٹی سے بھی تنگ ہیں۔ آج دنیا کی جو قومیں دستکاری میں ماہر ہیں وہ ہندوستان سے دستکاری کی اشیاء منگوا کر اور سامان تیار کر کے پھر ہندوستان کو دیکر مالا مال ہیں۔ مگر اہل ہند باوجود گھر میں ہر قسم کے سامان صنعت و حرفت کے موجود ہونے کے تنگ حال پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن دن تو تب پھرینگے جب یہ دستکاری کی عظمت کو مان کر اس پر عمل کرینگے۔

راقم۔ جے۔ ڈواٹیل۔

ہماری بائبل اور مسلم علما

مصنفہ

جناب پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں لاہور

پادری غلام مسیح صاحب نے یہ کتاب لکھ کر ہندوستانی کلیسیا کو زیر احسان کیا ہے۔ مسیحیوں کے لئے یہ کتاب بیش قیمت ہے۔ بالخصوص اس کا تیسرا اور چوتھا باب نہایت مفید ہے۔ کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ امید ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں ان کا خیال رکھا جائیگا۔ امید واثق ہے کہ یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جائیگی۔ لہٰذا جو اصحاب دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا نہیں چاہتے ان کو واجب ہے کہ فوراً مصنف صاحب سے منگوا لیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

برکت اللہ

دکھ سے انسان کیوں ڈرتا ہے

ہم حیران ہیں کہ انسان دکھ سے کیوں ڈرتا ہے نیز دکھوں سے کس طرح بچکر سکون کو حاصل کر سکتا ہے

عزیز ناظرین اخبار ہذا۔ جب ہم اس دنیا میں اپنی اس ناپائیدار ہستی کے دلدادہ و غلام ہیں۔ آئے دن کوئی نہ کوئی دکھ کوئی حادثہ ہونے کا امکان ہونا لازم و ملزوم ہے۔ کیونکہ کسی نے کہا ہے۔ نانک دکھیا سب سنسار۔ کیونکہ یہ طبقہ ہی ایسا ہے جس میں سوائے رنج والم غم و ہراس کے کچھ بھی نہیں۔ آج یہ خوشی و مسرت کا وقت ہے تو چند لمحوں کے بعد وہی ماتم کہانی اپنے پر سر ہے۔

ہاں اگر بعض دکھ ایسے ہوتے جن کی وجہ سے انسان لوگوں کی نظروں میں ہلکا ہو جاتا ہے اور اس سے کوئی ہمدردی کرنے والا اور غمگسار کوئی نہیں ہوتا ہے لیکن بہت سے دکھ ایسے بھی ہیں جو انسان کے خود پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ مثلاً دیکھو خداوند مسیح یسوع کی انجیل لوقا رسول کی معرفت ۱۵: ۱۱-۳۲ آیت پڑھئے۔ یہ نوجوان ایک بہت بڑے رئیس۔ امیر کبیر کا بیٹا تھا۔ لیکن اپنی عیاشی کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ریاست و امارت تباہ کر کے ایک وسیع جنگل و ویرانہ میں بیٹھا ہوا دکھ سے سرگرداں پھرتا ہے۔ بلکہ اپنی صحت کو بھی نقصان پہنچا بیٹھا ہے۔ اس کا اپنا گناہ ہے۔ یہ دکھ گناہ کی سزا ہے۔ ۲ سلاطین ۱۷: ۱۹-۲۰۔ اسرائیلیوں نے خداوند کے حکم کے برخلاف گناہ کیا اور دکھ میں پڑے۔ پیدائش ۳: ۱۶

اگر وہ قصور کر کے روتا اور گذشتہ وقت کے سکھوں کو یاد کر کے سرگرداں پھرتا۔ تو اس کی ذمہ دار اس کی ذات ہے۔ یہ اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اس میں خدا پر حرف نہیں آسکتا۔ جب تک وہ توبہ کر کے اسی حالت میں واپس نہ آجاوے۔

یا ایک شخص سست اور کاہل ہے۔ محنت کرنا نہیں چاہتا۔ تنگدستی کے وقت خدا کو برا بھلا کہتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ خدا نے مجھ کو دکھ میں ڈال دیا۔

زدہ ہو جاتا ہے۔ اس میں سچائی نہیں۔ کیونکہ کلام مقدس میں آیا ہے وہ جو ڈھیلے ہاتھوں سے کام کرتا ہے کنگال ہو جاویگا۔ پر چالاکوں کا ہاتھ دولت پیدا کرتا ہے۔ خدا نے تجھ کو ہاتھ پاؤں آنکھ منہ وغیرہ سے آراستہ کیا۔ اس لئے انکی مدد سے اپنے واسطے ممکن سکھ مہیا کر۔۔۔ لیکن اگر وہ ان سے کام نہیں لیتا تو پھر اس میں خدا کا قصور کچھ نہیں۔ القصہ اس قسم کے بہت سے دکھ ہیں جو انسان اپنی غلطیوں۔ نافہمیوں۔ بے احتیاطیوں کی وجہ سے اپنے لئے پیدا کر لیتا ہے۔ ایسے دکھ اس کے اپنے اعمال و افعال کا نتیجہ اور قریباً خود پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ ہاں یہ دکھ اٹل اور امٹ نہیں ہوتے بلکہ ٹلنے اور مٹنے والے ہوتے ہیں محنت کوشش اور تدبیر سے رفع ہو سکتے ہیں۔ آئیندہ کے لئے ان کی روک تھام کافی طور پر ہو سکتی ہے۔ اصلی دکھ وہ ہوتے ہیں جو اتفاقیہ حادثات اور انقلابات کی وجہ سے کسی انسان پر پہاڑ کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں یہ دکھ بھی اگر انسان محنتی اور نیک چلن ہوں تو بالکل ناپائیدار اور عموماً جلدی ٹلنے والے ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی اصلیت اور ضروریات اور اس تعلق سے جو دنیا اور دنیا کے بیہودہ رشتوں سے اسکو ہے۔ واقف ہو جائے تو پھر کچھ تکلیف اسکو معلوم نہیں ہوگی اگر ہوتی بھی ہے تو صرف اتنی جتنی کسی شخص کو خواب میں کسی چیز کے کھو جانے یا مصیبت میں مبتلا ہونے سے ہوتی ہے۔ رہی بات یہ کہ دولت۔ راحت۔ دائمی نیک نامی وغیرہ کے حاصل کرنے میں دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ سو ایسے دکھ اٹھانے کے واسطے تو بیشک ہر شخص کو نہایت خوشی اور شوق سے آگے بڑھنا چاہئے۔ کوئی ایسا سکھ نہیں جو دکھ کے بغیر حاصل ہو۔ کسی نے کہا ہے میوا میں سیوا ہے اور انگریزی میں مثل مشہور ہے۔ نوپین۔ نوگین۔ یا نوگین نوپین۔ وغیرہ یہ عام کہاوت ہے مرے بن سورگ نہیں ملتا۔ اگر سچے آرام اور سکھ کی ضرورت ہو تو دکھ سے کبھی نہیں ڈرنا چاہئے۔ اگر اتفاق سے کوئی شخص ایسا ہو جسکو بغیر دکھ کے سکھ کے سامان نصیب ہو جاویں۔ تو یقین جانو کہ

اسکو اس سکھ سے کوئی سکھ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ سکھ عادی جس نے دکھ کبھی نہ دیکھا ہو - وہ سکھ کو بھی سکھ محسوس نہیں کرسکتا ہے - شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں ؎

اے سیر ترا نان جویں خوش ننمائید
معشوق من است کہ بنزدیک تو زشت است

روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک امیرزادہ کسی فقیر کی تعریف سن کر اُس کے درشن کرنے . . . بلکہ اُس کا شاگرد بننے . . . کے لئے گیا . کٹیا کے اندر جاکر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا - باہر درخت کے نیچے ایک بدوضع فقیر معمولی بوسیدہ لباس پہنے برہنہ سر بیٹھا تھا امیر نے آتے ہی اس کے سر پر ٹھوکر لگائی اور متکبرانہ لہجے میں دریافت کیا کہ داؤد کہاں ہے کیونکہ فقیر کا نام یہی تھا . اُس نے دریافت کیا بابا جی آپ کو اُس سے کیا کام ہے . اُس نے دوبارہ ٹھوکر لگائی اور کہا ہم کو کام ہے - جلدی بتا - اس نے نرمی سے جواب دیا بابا جی تھوڑی دیر کے واسطے تشریف رکھئے تو آپ کو داؤد مل جاویگا - اسی اثنا میں ایک شخص جو داؤد کو پہچانتا تھا آیا اور اُس کو پہچان کر بڑی عزت کی اور اداب بجا لاکر بیٹھ گیا - جب اس امیر کو معلوم ہوا کہ یہ خود داؤد ہی ہے تو اپنی گستاخی اور بے ادبی کی معافی مانگنے لگا . فقیر نے کہا کہ اگر کوئی شخص ایک دو کوڑی کی ہنڈیا خریدنے لگتا ہے تو کئی بار اُس کو ٹھونک بجا کر دیکھتا ہے . اگر تم نے مجھ کو مرشد قرار دینا تھا تو مجھے کی آزمائش کے واسطے دو ٹھوکریں لگا دیں تو اس میں میرا کیا نقصان ہوا -

پس انسان واقعی جس وقت آزمایش کی زندگی میں سے گذرتا ہے اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ سونا جو آزمایش کے وقت ٹھوکریں کھاکر بھٹی سے باہر نکلتا ہے زیادہ قیمتی ہوجاتا ہے گویا آزمایش یا دکھ بھی ایک قسم کی اعلٰے چیز ہے گو ظاہر میں تو بھلی معلوم نہیں ہوتی - لیکن باطن میں اعلٰے ترین نتائج پیدا کرتی ہے مسیح فرماتے ہیں بلکہ دعا مانگنے کے نمونہ کے وقت اُن کی یہی تعلیم تھی کہ

ہمکو آزمایش میں پڑنے نہ دے بلکہ برائی سے بچا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کبھی کبھی اس اعلٰے آزمایش زندگی میں اگر برائی کی مدبیر سوچتا ہے . جس سے بدگرداری کے سوای کوئی خاص نتیجہ برآمد نہیں ہوتا . مثال کے طور پر ایک مدرسہ یا کالج کے طلبا کو دیکھئے مدرسہ طلبا کی لیاقت کا امتحان کیا جاتا ہے اگر ایک معلم الف ب سے شروع کرکے انگریزی - حساب - جیومیٹری فلاسفی یا دیگر علوم سے آگاہ ہو اور کسی امتحان میں نہ پڑا ہو - اور ممتحنوں کے خیالات کا جواب کبھی نہ دیا ہو . اُس کے علوم کا اندازہ کون سی ہستی کرسکتی ہے کہ اُس نے کیا پاس کیا ہے . تاوقتیکہ وہ کسی امتحان میں بیٹھ کر اپنے علم کا ثبوت نہ دیوے - سو دکھ بھی ایک طرح کی آزمائشیں ہیں جس سے بہادروں - شجاعوں - دینداروں اور پرہیزگاروں کی پہچان ہوتی ہے - اگر وہ دکھ کے وقت دعایاں کو نہیں تیاگتے - جیسا ہمارے سامنے ابراہام خلیل اللہ کا خطاب پاتے - اور وہ اس پر قائم رہتے ہیں واقعی دھرماتما روحیں اسا ہیں

ہمارے سامنے دو شخص اسی آزمایش کی صف آرائی میں کھڑے ہوئے دکھائی دینگے . ایک کا نام آدم اور دوسرے کا نام آدم ثانی یا مسیح ہے - جنکو ہم اپنے اس سبق میں مدعا یا نمونہ بنا سکتے ہیں - ورنہ بزدل شیخی خورے گندم نما جو فروش بہتیرے دیکھینگے .

یہ بات الگ ہے کہ کسی کو آزمایش کا وقت دیکھنا ہی نہ پڑے - لیکن وہ طاقت کس کام جو کسی وقت کام نہ آئے . وہ چراغ کس کام جو کسی وقت بھی جلایا نہ گیا - جنکو اپنی زندگی میں دکھ دیکھنا پڑا ہے . وہ واقعی خوش نصیب ہیں - یوں تو جسم چھوڑنے اور دنیوی پدارتھوں - خویش و اقربا و اقارب سے منہ موڑنے کا دن ہر ایک کو دیکھنا ہوتا ہے - لیکن لاکھوں اور کروڑوں بزرگ اور رشی اور ولی اللہ ہوئے ہیں جنکو آزمایش کی زندگی سے گذرنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا - مانا کہ لوگوں کی نظروں میں انہوں نے بڑے دکھ اُٹھائے مصائب و آلام کا شکار بنے

لیکن میں کہونگا کہ وہ حیثیت کے واسطے زندگی حاصل کر چکے - اور دوسروں کے واسطے اندھیری رات میں مشعل کا کام دے رہے ہیں . . . .

. . . .

. . . . ہمارے

خداوند مسیح یسوع نے اپنی جان دیکر بیٹا کا لقب حاصل کیا ہے . آزمایش کے بعد کہا گیا "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" اگر آزمایش کے وقت وہ اپنے دنیاوی پدارتھوں کے لالچ خویش و اقربا کی محبت میں آکر اس پر قائم نہ رہتے تو آج تک وہ خود یا اُس کی سب چیزیں قائم نہ رہتیں - آدمی کی طرح ان چیزوں کو چند ہی دن میں گندگی کے کیڑے کی طرح جو گناہ کی حالت میں پیدا ہوا ہو اور ہلاک ہو جاتا اور برے نقصان ہو جاتا ہے ہو جاتے . لیکن اس کا سارا ترقی پذیر ہے اُس کی بادشاہت کا عصا کبھی جاتا نہ رہیگا - اُسکی بادشاہت ابدی اور لامحدود سلطنت ہے جسکو زوال نہ ہوگا - کیونکہ یہ دکھ اور آزمایش اس کی ابدی مسرت کا باعث ہوئے - عبرانی ۱۲ : ۲ - بہتیرے اور پولس رسول جیسے دھرماتما گذرے ہیں جنہوں نے اس دکھ سے ابدی سکھ حاصل کرنے کے لئے اپنی دنیاوی اور چند روزہ زندگیوں کو بھی بھینٹ کیا . اور ابدی آرام میں جا داخل ہوئے . تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہی دکھ کا نتیجہ ہے تو دکھ

سے کیوں انسان ڈرتا ہے .

ہر ایک مجا سے بڑا شخص جسکو نہایت سکھ و آرام کی زندگی سے گذرنے کا اتفاق ہوا ہے - جو دکھ کے وقت اپنے ایمان اور اصول پر قائم رہا ہے گویا آزمایش و دکھ نے اسکو حیات ابدی اور زندگی صحیح معنوں میں عطا کردی ہے - چنانچہ خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے اپنی زندگی میں دکھوں کا مقابلہ کرکے دائمی زندگی حاصل کی ہے - چنانچہ پولس ڈنکے کی چوٹ سے منادی کرتا ہے اور مسیح یسوع اپنے بےکس رہنا پر فخر کرکے جس کا

وہ بیرا اُونقا فخریہ دعوے کرتا ہے۔ میں اچھی لڑائی لڑ چکا۔ میں نے دوڑ کو ختم کیا۔ اب زندگی کا تاج میرے لئے دھرا ہے۔ اس کے علاوہ دیکھئے عبرانیوں کا خط ۱۱: ۳۵-۳۸ عورتوں نے اپنے مردے پھر کے زندہ پائے۔ بعض مار کھاتے کھاتے مر گئے۔ مارہائی منظور نہ کی تاکہ ان کو بہتر قیامت نصیب ہو۔ بعض ٹھٹھوں میں اڑائے جاتے اور کوڑے کھاتے بلکہ زنجیروں میں باندھے جاتے اور قیدخانہ میں پڑنے سے آزمائے گئے۔ سنگسار کئے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ آزمائش میں پڑے۔ تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں مصیبت میں بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے دنیا ان کے لائق نہ تھی۔ وہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کئے۔ ایک قدسی پوچھتا ہے۔ یہ کون ہیں جو سفید پوشاک پہنے ہوئے ہیں اور کہاں سے آئے۔ میں نے اس سے کہا اے میرے خداوند تو ہی جانتا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا یہ وہی ہیں جو اس بڑی مصیبت میں سے نکل آئے ہیں۔ مکاشفہ ۷: ۱۳-۱۶ آیت تک۔ جب ایسے ایسے قیمتی وعدے ہمارے سامنے ہیں تو میں پوچھتا ہوں **انسان دکھ سے کیوں ڈرتا ہے۔**

ورنہ دکھ تو صرف دنیوی پیارے تعلقوں کی جدائی یا متعلقین سے قطع تعلق جسم کے نحیف زخمی یا کھو جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر انہی چیزوں کی انسان زیادہ پرواہ نہ کرے بلکہ ان سے زیادہ محبت نہ رکھی جاوے اور یقین کر لیا جاوے کہ ان چیزوں سے بہرحال ایک دن جدا ہونا ہے۔ تو انسان دکھ بھی محسوس نہیں کرتا ہے بلکہ پولس ایک جگہ لکھتا ہے۔ جتنی چیزیں میرے نفع کی تھیں انہیں کو میں نے مسیح کی خاطر نقصان سمجھا ہے بلکہ کوڑا سمجھتا ہوں فلپیوں ۳: ۷-۸۔ کسی نیک و بہتر کام کے لئے ان سب چیزوں کو قربان کر کے اپنی جان کھو دیوے۔ کیونکہ جو کھوتا ہے سو پاتا ہے۔ جو پاتا ہے وہ کھوتا ہے۔ دکھ تو صرف محسوس کرنے کا ہی نام ہے۔ محسوس کرنے کی حالت میں ایک دمڑی بھی کھو جاوے۔ یا ایک کانٹا چبھ جائے تو سخت معلوم ہوتا ہے۔ نہ محسوس کرنے کی حالت میں تمام جائیداد غریب و غربا میں تقسیم کرتا ہے اور تلوار کے گھاٹ اترنے میں بھی انسان دکھ محسوس نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایک دولتمند مسیح کے پاس آتا ہے کہ اس دائمی سکھ کو حاصل کرنے کا مسیح کو ذریعہ بتائے۔ تو خداوند اسے کہتے ہیں اپنی دولت غریبوں کو بانٹ دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا۔ یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوا۔ کیونکہ بڑا دولتمند تھا۔ یسوع نے اسے کہا دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا نہایت ہی مشکل ہے۔ پڑھئے خداوند مسیح کی انجیل لوقا کی معرفت ۱۸: ۱۸-۳۰ یسوع کے شاگرد ہونے کا طریق پھر میں لکھتا ہوں۔ یہ دنیا اور اس کی بہاریں تو ایک بہت ہی خفیف سے عرصہ کے لئے ہیں جن سے ہمارا تعلق ہے۔ اگر اس سے محبت کی جائے تو پھر دکھ ہی دکھ ہے۔ اگر اس کو تیاگنے سے سکھ پراپت ہو سکے۔ تو میں کہوں گا کہ **انسان دکھ سے کیوں ڈرتا** ہے۔ ایک مہاتما فرماتے ہیں۔ ہم کو مرنے کا بھی ڈر نہیں چاہئے۔ جس مرنے تھیں جگ ڈرے میرے من آنند۔

جے۔ ایس۔ بمیلب کھوکھر

دُعا

ایک دفعہ جب میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ شام کو تفریح طبع کے لئے جا رہا تھا تو شام کی نماز کے وقت انہوں نے مجھ سے چند سوال کئے۔ کہ اے دوست تم کس طرح اپنی نماز ادا کرتے ہو؟ کیا تم صرف اتوار ہی کو نماز پڑھتے ہو؟ کیا تم ہماری طرح پانچوں وقت نماز ادا کرتے ہو؟ تمہاری دعا یا نماز کس طرح اور کس قدر کی ہوتی ہے؟

یہ سوالات مجھے کچھ عجیب سے معلوم ہوئے۔ لیکن میں نے ان کے جواب بڑی خوش اسلوبی اور فصاحت کے ساتھ دیئے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ صرف اتوار کو ہی دعا مانگتے ہیں۔ اور بس۔ میں نے کہا۔ کہ ہمارا دعا مانگنے کا طریقہ آپ سے بالکل الگ ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اور ہم ایک ہی خدا کو اپنی دعاؤں میں یاد کرتے ہیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو کہ نماز کو سمجھنے کے بغیر اسکو دہراتے ہیں اور مشین کی طرح آگے آگے چلتے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ پڑھتے ہیں۔ سمجھتے نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ گویا اپنی زبان سے خدا کی پرستش کرتے ہیں لیکن دل سے نہیں۔ پھر مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ ہم کیسے دعا مانگیں۔ میں نے کہا کہ دعا محض مقررہ رسومات اور نمازوں کا ادا کرنا نہیں ہے۔

دعا ایک ایسی چیز ہے جو کہ انسان کو تمام مشکلات سے نجات دیتی ہے اور خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ قائم کرتی ہے اور اسکی ہمیں پہچان دیتی ہے۔ اگر ہم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہے تو اگر ہم خدا سے دعا کے وسیلے مانگیں۔ تو وہ ہمیں بغیر کسی حیلے کے فیاضی کے ساتھ دیگا۔ کیونکہ متی ۲۱: ۲۲ میں لکھا ہے۔ جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تمہیں ملیگا۔

دعا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان خدا کو اپنی ضرورتوں کی خبر دیتا ہے۔ اور خدا اسکو اپنا فضل اور قوت عطا کرتا ہے۔ اور بغیر دعا کے ہم خدا سے ہمکلام نہیں ہو سکتے۔ اور ہمیں اسکو جان نہیں سکتے اور اس بغیر ہم اپنی روحوں کو شراکت کے وسعت میں لا نہیں سکتے۔ اس لئے دعا ہمیشہ ایمان اور سچے دل سے مانگنی چاہئے۔ اور جب دعا مانگو تو کہو۔ اے خدا! ہم کو دعا مانگنا سکھا۔ جیسے تو نے اپنے شاگردوں کو سکھایا۔ ہم نہیں جانتے کہ کیا مانگیں۔ ہم کو زیادہ ایمان محبت۔ ہمدردی۔ عنایت کر تاکہ ہم تیری خدمت زیادہ بجا لائیں۔ ہم منت کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی بادشاہت کی خدمت کے لئے خوشی سے بھر دے تاکہ نجات

جو مسیح نے تیار کی ہے۔ ہماری زندگی کا حقیقی اور اصلی تجربہ ہو جاوے۔ اور اے خدا جب ہم گناہوں میں مردہ تھے تو تو نے ہمیں مسیح کے وسیلہ سے بچایا۔ اس لئے اب تو ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرا پیام دوسروں کو پہنچاویں تاکہ وہ ازلی ہلاکت سے بچ جائیں مسیح کے نام کی خاطر سے آمین۔ یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ ہم راستی اور رُوح سے دعا مانگیں۔ اور دیکھو انجیل ہم پر ظاہر کرتی ہے کہ دُعا خداوند یسوع مسیح کے نام سے مانگنی چاہئے۔ اُسنے خود (یوحنا ۱۶:۲۴) میں فرمایا کہ تم میرا نام لیکے جو کچھ باپ سے مانگو گے وہ تمہیں دیگا۔

اس پر ایک نے کہا کہ اگر ہم مسیح کی بجائے محمد کا نام لیکر دعا مانگیں تو کیا حرج ہے۔ میں نے کہا کہ مسیح کے نام سے دعا مانگنے کا سبب یہ ہے کہ ہم اُسی کے وسیلے سے خدا کے پاس جا سکتے ہیں۔ اور اُسی کے ذریعہ سے ہم خدا سے میل حاصل کر سکتے ہیں۔ مسیح نے خود کہا ہے کہ راہ اور حق کی زندگی میں ہوں۔ کوئی آدمی میرے بغیر خدا کے پاس نہیں جا سکتا۔ اس لئے مسیح کے وسیلہ سے ہی ہم خدا کے پاس دُعا کے ذریعے جا سکتے ہیں۔ اور مسیح نے اپنے شاگردوں کو ایک نہایت ہی اعلےٰ دُعا سکھائی جو کہ دعاءِ ربانی کہلاتی ہے پھر تیرے سوال کے جواب میں میں نے کہا کہ مناسب ہو کہ اس دعائے ربانی کی صورت میں ہر روز دعا مانگیں۔ اور ہمیشہ خدا کی ستایش کریں (زبور ۱۴۰)۔ اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور اپنے اور دوسروں کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہو ہر روز مانگیں اور خدا کو اپنا آسمانی باپ جان کر اُسکی فرمانبرداری کریں اور اُس کے بیٹے پر ایمان لاویں۔

میرے اس مضمون سے اُن پر بڑا اثر ہوا اور ایک حد تک وہ مسیحی طریقہ دُعا سے واقف ہو گئے۔ اور جو غلط خیال اُن کے دل میں تھا سب رفع ہو گیا۔ اس لئے میری عرض ہے کہ سب اُن طالب علموں کے لئے دُعا کریں کہ خدا اپنا جلال اُن پر ظاہر کرے۔

خاکسار ڈیکرٹ بھی۔ رابسن

علاقہ سندھ میں مسیحوں کی دینی اور دنیوی ترقی پر مسٹر جمشید مہتہ کے خیالات

مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۲۶ء کو شہر کراچی کے کمپنی باغ میں ایک بڑا بھاری جلسہ زیر صدر جناب مسٹر کلیٹن صاحب بہادر چیرمین کراچی چیمبر آف کامرس کے بوقت ۶ بجے شام کو منعقد ہوا جس میں سی۔ ایم۔ ایس مشن اور میتھوڈسٹ اور اسکوپل چرچ کے کثیر التعداد مسیحی حاضر تھے اور طرفہ یہ کہ جناب کمشنر صاحب بمعہ میم صاحبہ کے جلسہ میں رونق افروز تھے۔

صدر جلسہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ مسٹر جمشید مہتا ریاسی جنٹلمین پریذیڈنٹ میونسپل بورڈ کراچی اس مضمون پر کہ کس طرح مسیحی علاقہ سندھ کی خدمت کر سکتے ہیں "اپنی تقریر شروع کریں۔ ڈاکٹر ڈیکیٹ صاحب لکھنوی دعا کرینگے۔ چنانچہ دعا ہوئی جس کے اختتام پر راحت دل "یارب تری جناب میں کچھ بھی کمی نہیں" گایا گیا۔

اب مسٹر جمشید مہتا جو کہ اپنا دل و دماغ خیالات سے بھرپور لئے بیٹھے تھے۔ نے زبان انگریزی میں پُر اثر تقریر شروع کی۔ جس کے مترجم سی۔ ایس۔ مشن کے پادری جے۔ ولیم صاحب تھے۔ صدر جلسہ و سامعین کیسی رونق ہوئے مسٹر ٹامس صاحب میرے پاس گئے اور مستدعی بالا مضمون کے متعلق گفتگو کی۔ اسوقت دوران گفتگو میں مجھے اُس بڑے استاد یعنی خداوند کی بات یاد آئی کہ ہم اپنی زندگی دنیا پر ظاہر کریں"۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ آئندہ دنیا ظہور پذیر ہوگا اور دنیا کی نجات کن کن باتوں پر مبنی ہے۔ جب ہم کسی مسیحی سے دو چار ہوتے ہیں تو صرف اس کا خیال ہی نہیں آتا بلکہ تمام نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے اسی طرح جب ہم خداوند کو یاد کرتے ہیں اور اُسکی ملاقات کے خواہاں ہوتے ہیں تو لازم ہے کہ اُسکی زندگی کا نقشہ ہمارے دلوں پر کھینچا جاوے اور اُسکی حضوری کو محسوس کریں۔ مجھے اس وقت ایک اور بات یاد آئی ہے۔ کہ خداوند کی حضوری ثابت کروں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کہیں آنا عرصہ ہوا خداوند اس جگہ تھا یا فلاں جگہ۔ بلکہ اپنی زندگی میں اُسکو ظاہر کریں۔ لہٰذا مسیحی اگر اس طرح ملک کی خدمت کرینگے۔ تو پہلے لازم ہے کہ اُن کے دل۔ زندگی اور چہرے سے ایسے معیار ظاہر ہوں جیسے مسیح کے۔ پھر اُس کی زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے خداوند کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ گو پادری صاحبان اس کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن میں اُسکی حضوری پھیلانے کا عجیب طریقہ بتاتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں علاقہ سندھ میں ہندو مسلمانوں کی کثرت ہے جو کہ اپنے پیغمبروں گوروؤں اور مذہبی کتابوں سے بہت کچھ سیکھ چکے ہیں لیکن آپ لوگ بھی بہت کچھ سکھا سکتے ہیں۔ اور اسکی روشنی کو پھیلا سکتے ہیں کیونکہ لکھا ہے "تم دنیا کے نور ہو" پس مسیحی نور چمکے دکھلا دیں۔ اور سندھ کے تاریک علاقہ کو منور کریں۔ صوبہ بمبئی میں مرزا وندیہ میں ہسپتال ہیں جہاں مشنری سرجن کام کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اُنہوں نے سب سے بڑھ کر خداوند کی زندگی کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی طرح وولیڈیز علم دایہ گری سکھا رہی ہیں۔ ساتھ ہی خداوند کا پیغام دوسروں تک پہنچا رہی ہیں۔ لیکن اُن کی ذات کا یہ خاصہ ہے۔ کہ نہایت ہمدردی و محبت سے کام کرتی ہیں۔ کیونکہ اُن کو یاد ہے کہ ان سب باتوں کا سرچشمہ خداوند ہی تھا جس نے سب سے بڑھ کر خدمت کر دکھلائی۔ کہ شاگردوں کے پاؤں دھوئے۔ میرے خیال میں یہ طریقہ بہت اچھا ہے کہ خداوند کی موجودگی و پیغام کو اُن تک جو ابھی جاہل و ناواقف ہیں پہنچاویں۔

سندھ ایک غریب علاقہ ہے لیکن ہزارہا سال گذرے یہ علاقہ بہت دولتمند تھا۔ یہاں تک کہ پینیزوں کا دل للچایا۔ اور چینیوں۔ رومیوں۔ یونانیوں اور مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے اس علاقہ کو فتح کیا۔ اور اس طرح یہ علاقہ کئی واقعات و وارداتات



سے گذرتا رہا اور فاتح کچھ نہ کچھ چھوڑ کر گیا۔ مجھے یقین ہے کہ علاقہ سندھ خداوند کا پیغام حاصل کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن افسوس ابھی تعلیم میں پیچھے ہے۔ مگر گورنمنٹ اس کمی کو دور کرنے کی بہت کوشش کر رہی ہے۔

دیہاتی علاقوں میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں توانگر و ناتوان۔ توانگروں نے کمزوروں کے دلوں میں ایسا ڈر پھیلا دیا ہے کہ اُن کی ہمت ٹوٹ گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وقت آگیا ہے کہ ناتوانوں کی حفاظت کی جاوے اور کچھ کیا جاوے۔ اور جو لوگ اُن کے ڈر کو دور کرینگے وہ بڑی فتح حاصل کرینگے۔ اور یہ فتح صرف محبت و ہمدردی سے پاسکتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تلوار اور مُلکی قانون و بندوبست عاجز رہ جاتے ہیں۔ وہاں محبت و ہمدردی فتح حاصل کرتی ہے۔ پس اب موقع ہے جبکہ مسیحی سندھ کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

ایک اور بڑی بھاری بات ہے جس کے وسیلہ سے مسیحی مفید ٹھہر سکتے ہیں۔ اور وہ کاشتکاری ہے۔ ہر ایک مسیحی کو کاشتکاری اختیار کرنی چاہئے۔ کیونکہ کاشتکاری ترقی کا ماخذ ہے۔ وہ مسیحی جو دیہات کو چھوڑ کر شہروں میں نوکری کی امید پر آتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ شہروں میں ایسے کوئی کارخانے یا کام نہیں جہاں اُن کو لیا جاوے۔ صرف ایک ہی طریقہ ہے جس سے ہم مدد کر سکتے ہیں۔ اور وہ کاشتکاری ہے۔ اگر مسیحی کاشتکاری کو اختیار کریں تو علاقہ سندھ کے لئے نہایت مفید ٹھہرینگے۔ آپ جانتے ہیں کہ علاقہ سندھ میں مشہور پادری ڈی۔ ایس ہارپر صاحب ہیں جنہوں نے ایک گاؤں بسایا ہے۔ جسکی بابت میں جانتا ہوں کہ کن کن مشکلات و تکلیفات کا اسکو سامنا کرنا پڑا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکو گورنمنٹ سے اس سے اعلےٰ و بہتر زمین ملے اور مجھے یقین ہے کہ اسکی ضرور مدد کیجاویگی کیونکہ ایسے ہی شخص اکثر شہیدوں کی جگہ ہوتے ہیں۔

میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ کیونکہ جیسا خیال ہے میں کافی بیان کر چکا ہوں۔ کہ کیسے ہر ایک خاندان گھر اور خاص کر دل میں خداوند کی موجودگی اور حضوری موجود ہونی چاہیئے۔ اور یہی بات سب سے اعلےٰ و بالا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے جبکہ مسیحی اس علاقہ سندھ کے لئے مفید ٹھہریں اور اعلیٰ درجہ کی خدمت کر کے دکھلادیں۔

جلال الدین شاہ جٹھوی۔

روح سے معمور زندگی

پہلا قدم

ناظرین نور افشاں کیا آپ بی۔ اے ہیں۔ یعنے آپ از سر نو پیدا ہوئے ہیں۔ یہ مضمون صرف اُن مسیحی صاحبان کے لئے ہے جنہوں نے شاہی کالج سے اس ڈگری یعنی نئی پیدائش کو حاصل کر لیا ہے۔ اگر آپ نئے سر سے اب تک نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ آپ سے التجا کی جاتی ہے کہ آپ اس ڈگری کو حاصل کرنے کے لئے تیاری کریں۔ کیونکہ روح پاک کی بخشش کے حاصل کرنے کا پہلا قدم یہی ہے۔ روح کی معموری ہر ایک ایماندار کا پیدائشی حق ہے۔ اگر انسان از سر نو پیدا نہیں ہُوا تو نئے عہد کی اعلےٰ بخشش (روح پاک کی معموری) کا اس کا پیدائشی حق نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک مسیحی کا اول فرض یہ ہے کہ خداوند مسیح میں ہو کر خدا کا فرزند ہو جاوے۔ بعد ازاں وہ اپنی وراثت (روح پاک) کو حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اگر مسیحی نے نئی پیدائش کو حاصل کیا ہے۔ تو اُس کا فرض ہے کہ ہر روز تہ دل سے دعا کیا کرے۔ کہ خدا اُس کو توفیق دیوے کہ وہ روحانی آنکھوں سے اور راست دل سے خدا کے کلام کا ہر روز مطالعہ کرے۔ اگر اس اصول پر مسیحی عمل نہ کرے تو آخر میں نتیجہ صرف افسوس اور غم ہی ہوگا۔ جنگ مقدس جو جان بنین کی تصنیف ہے اُس میں وہ بیان کرتا ہے کہ میری روح بہت غمزدہ ہوتی ہے جب میں بدگمان کو بمعہ اُس کے ساتھ ہمراہیوں کے کان پھاٹک کا نگہبان دیکھتا ہوں نیز عمانوایل (مسیح خداوند) کا بھی یہی فرمان ہے۔ کہ کوئی اچھی چیز انسان کے دل پر اثر نہیں کر سکتی ہے جب تک کہ بدگمان مع اپنے ہمراہیوں کے کان پھاٹک کا حافظ ہے۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن مسیحیوں کے لئے نئی پیدائش کا حاصل کرنا ناممکن ہے جو بدگمانی کو اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہیں۔ میرے ناقص خیال میں ہماری کلیساؤں میں روح پاک کا نازل ہونا بڑا ضروری امر ہے۔ لیکن اگر بدگمانی کلیساؤں میں ہو تو روح پاک اپنا کام اُن میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ بلکہ رنجیدہ ہو جائیگا اور بدگمان مسیحی یا کلیسیا نئی پیدائش کو حاصل نہیں کر سکتی ہے نئی پیدائش کا ہونا کلیساؤں اور مسیحیوں کا اول کام ہو ورنہ زبانی جمع خرچ ہوگا۔ کئی دفعہ کئی ایک مسیحیوں کے مُنہ سے یہ کلمات سنے گئے ہیں کہ یہ ایک عجیب ان ہونی سی بات معلوم ہوتی ہے اور اُس کا ہم ہرگز یقین نہیں کر سکتے۔

ناظرین سے بندہ التماس کرتا ہے کہ ایسے خیالوں کو اپنے دلوں میں جگہ ہرگز نہ دیویں۔ اور اس بات کا خدا کے روبرو عہد کریں۔ کہ جو راست اور درست ہے اور روحانی زندگی کو اعلےٰ درجہ تک پہنچا سکتا ہے۔ وہ ہم ضرور ضرور خدا سے لینگے۔ اصل میں بدگمانی اور شکی ایمان سمندر کی لہروں کی مانند ہے جس سے روحانی زندگی پست اور غریبی حالت میں ہو جاتی ہے لیکن دست بستہ عرض ہے کہ بدگمان اور شکی ایمان کو چھوڑ دیویں اور اس بے بہا خزانہ کو ڈھونڈیں جسکا وعدہ (روح حق) خداوند نے اپنے لوگوں سے کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

خادم

ڈبلیو۔ ایم۔ عزرا یا۔

لاہور ۲۸ ستمبر۔ آج صبح ۸ بجے۔ راشدہ اکالی لیڈر۔ ان گرگو سدوارہ ڈیرہ صاحب میں سرد پا دیا گیا ہے اور انکو اس دہرائی پر مبارکباد دیجگی۔ (بندے ماترم)

خبریں

جنیوا ۲۵ ستمبر - لیگ کی اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گیا صدر نے اپنی آخری تقریر میں غیر مسلح کرنے کے سوال پر جرمنی کے داخلہ وغیرہ کے معاملات پر روشنی ڈالی (بندے ماترم)

شنگھائی - ۲۶ ستمبر - ایک امریکن اخبار رقمطراز ہے کہ ہنیں کے صوبہ کے شہر بیکھی جگہ بدمعاش لٹیروں نے لوٹ لیا ہے - ہزارہا بے گھر - بے زر اشخاص کا بیدردانہ قتل عام کر دیا ہے - شہر کو آگ لگا کر سینکڑوں باشندوں کو قید کر کے لے گئے ہیں - ان بدنصیب قیدیوں میں مشن کی دو خواتین مس ای یوپن اور ای جے ڈینیز بھی ہیں مشن گھر جلا کر راکھ کا تودہ کیا گیا ہے

(//)

لاہور - ۲۸ ستمبر - بیان کیا جاتا ہے کہ سردار سیوا سنگھ کے خلاف جو کل لاہور قلعہ سے رہا ہوئے ہیں مہاراجہ پٹیالہ کی طرف سے زیر دفعہ ۴۲۵ مقدمہ چلایا گیا ہے -

(//)

بلاسپور ۲۷ ستمبر - بلاسپور شہر کو دریائے اربا میں طغیانی سے بھاری نقصان پہنچا ہے - قریباً ۳۰۰ مکانات یا تو مسمار ہو گئے ہیں یا انہیں سخت نقصان پہنچا ہے - نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ لگایا جاتا ہے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے چندہ فراہم کیا جا رہا ہے -

(//)

کلکتہ ۲۷ ستمبر - لنڈن کی احمدیہ مسجد کا امام پنجاب کے احمدیہ ہیڈ کوارٹرز کو تار دیتا ہے - کہ امیر فیصل جس کا لنڈن میں شاندار استقبال ہوا اور جسکو جلدی ہی ایک شاندار پارٹی دی جاویگی مسجد کی رسم افتتاحیہ اگلے ۳ اکتوبر کو ادا کرینگے - جو لنڈن میں اپنی قسم کی پہلی مسجد ہے - عام انگریز لوگ اور انگریزی اخبارات اس میں دلچسپی لے رہے ہیں -

(//)

شملہ ۲۵ ستمبر - پنجاب گورنمنٹ نے ضلع اٹک کے اُن مصیبت زدہ اشخاص کے ساتھ ہمدردی کی ہے جنکو حال کے سیلابوں سے سخت نقصان پہنچا ہے - گورنمنٹ نے بطور مزید تقاوی ایک لاکھ پچیس ہزار کا فوری خرچ منظور کیا ہے -

(//)

شنگھائی ۲۴ ستمبر - پیکنگ کے ایک پیغام سے ظاہر ہوتا ہے کہ سٹینڈرڈ آئیل کمپنی کے ایک جہاز میانگ پر ہانکاؤ کے نزدیک آتشباری کی گئی اور اس کا میر سامان مارا گیا جہاز کو روک لیا گیا اور اُس سے فوجیں لے جانے کے لئے کہا گیا - لیکن اس نے انکار کر دیا - خانسی سے نیچے اور سوداگری جہازوں پر بھی فیر کئے گئے -

(//)

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور تریاقیہ دوا ہے دو ہی خوراک کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے - خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عمر

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تیجہ - چوتھیہ - بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے - ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۲ ؍ محصولڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر

ڈاکٹر اے - این اوبٹیا یہ خورجہ - ضلع بلند شہر

اگر دنیا کی تمام دولت کو برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ہر شخص کے حصہ میں ۹۰ روپے آئینگے +

اشتہار کتب اردو

انتمار شہیریں - تاریخی فسانہ کے رنگ میں مسلمانوں پر مسیحی دین کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے نہایت مقبول کتاب جس کے بے شمار زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں - اب چوتھی بار ایک ہزار جلد اردو میں طبع ہوئی ہے صفحہ ۲۹۶ - ۶ ؍

مسیح کی الوہیت - یہ ٹریکٹ خاص کر مسلمانوں کے لئے لکھا گیا ہے صفحہ ۱۶ - ۳ پائی -

نیا آسمان - ایک تمثیل کہانی - بائبل اسفل سے اعلیٰ تک پہنچنے میں ہماری رہبر ہے صفحہ ۱۶ - ۳ پائی

بادگولا - اس آیت کی تشریح میں ایک کہانی کہ جو پیاسا ہے وہ میرے پاس آئے ؟ صفحہ ۱۶ - ۳ پائی

مسیحی مادر - بچوں کی تربیت - اُن کو سزا دینے اور مسیحی دین پر چلنے کی ہدایت کرنے میں ماں کی رہنما کتاب صفحہ ۳۲ - ۳ پائی -

پہلا باب میزان الحق - اس بات کے ثبوت میں کہ بائبل نہیں بدل - صفحہ ۷۰ - ا ؍

تیسرا باب میزان الحق - محمد صاحب کے احوال اور قرآن کی کیفیت میں صفحہ ۱۲۲ - ا ؍

حکایات میزان الحق - مسیحیت کے فدائیوں کے عجیب اور ایمان افزا خطوط - صفحہ ۸۸ - ۲ پائی -

مفتاح التوراۃ - توراۃ کے ظاہری رسوم و رساتیر - نمونوں اور اشاروں کے روحانی وحقیقی مطالب صفحہ ۱۵۸ - ۶ ؍

شہر خوشاں - قبرستان اور ہمارے خیالات - خدا کے باغی - خدا کی نعمت کے پردہ نشان - دانا و دلیر وغیرہ صفحہ ۱۶ - ۶ پائی -

سونے کا شمعدان - اس تمثیل کی مفصل تشریح کہ تم دنیا کے نور ہو صفحہ ۴۸ - ۲ ؍

اثبات ناطق - بائبل اور مسیح کی صداقت ایسے ثبوت جنکی تردید ناممکن ہے صفحہ ۲۴ - ا ؍ ملنے کا پتہ :-

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انار کلی - لاہور

دیکھیں کہ آپ کو معلوم ہو کہ ابھی اندھیرے اور تاریک بادلوں کا دوسرا پہلو بالکل روشن ہے۔ کیونکہ اُدھر آفتاب اپنی پوری روشنی سے چمک رہا ہے۔ یاد رکھیں آپ کی مصیبتوں اور دکھوں کے اوپر دوسری طرف آفتابِ صداقت چمک رہا ہے۔ اور اگر آپ ایمان کی آنکھ سے اُس سورج کی طرف دیکھنے کی کوشش کرینگے۔ جہاں سے مدد آتی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں آپ معلوم کرینگے کہ اس آفتاب کی کرنیں اُن بادلوں کو پھاڑ دینگی اور گھٹائیں کافور ہو جائینگی اور آفتاب صداقت آپ پر پورے زور سے جلوہ گر ہوگا۔ اور آپ کی ساری زندگی کو منور کر دیگا۔

دوئم۔ یہوواہ یری میں نہ صرف مصیبتوں اور امتحانوں میں فقط خدا ہی کی طرف دیکھنے کا سبق نکلتا ہے۔ بلکہ تابعداری اور تسلیم کا سبق بھی اس میں ہے۔ جو مقام اس بات کی یادگار ہے کہ ابرہام نے خدا کے حکم کی پوری اطاعت کی۔ اگرچہ خدا کے اس حکم کی فرمانبرداری سے اس کے اپنے ہی جگر میں خنجر چلتا تھا۔ تاہم اُس نے گریز نہ کیا۔ بلکہ کمال فرمانبرداری سے خدا کے حکم پر عمل کیا اور خداوند نے اُسکو برکت سے مالامال کیا۔ اور نہ صرف اُسکا اضحاق پھر واپس مل گیا۔ بلکہ بہت سی برکتیں اس کے ساتھ ملیں۔ پیارے پڑھنے والو۔ بکمال اطاعت اور پوری فرمانبرداری کے ساتھ جو کچھ خدا آپ کو آج کہتا ہے۔ قبول کرو۔ اور خدا کو دیکھو کہ وہ سچ مچ آپ کے لئے وہ برکتیں مہیا کریگا جنکی آپ توقع بھی نہیں رکھ سکتے۔ ابرہام کی تابعداری نے دکھا دیا کہ وہ خدا کو اضحاق سے کہیں زیادہ پیار کرتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ کے بعد اضحاق اُسکو پہلے کی نسبت کہیں زیادہ پیارا ہو گیا۔ کیونکہ خدا نے اُسکی زندگی کے ساتھ ابرہام کے لئے اور بہت سی برکتیں وابستہ کر دیں۔ اطاعت اور تسلیم کا انعام تھا۔

سوم۔ یہ یادگار۔ ابرہام کے لئے شکرگذاری کی یادگار ہے۔ اس واقعہ میں ابرہام کے لئے شکرگذاری کا ایک بہت اچھا موقع تھا۔ خدا نے آپ ہی سوختنی قربانی کا برّہ مہیا کیا تھا۔ اُس نے آپ ہی [illegible] اضحاق کی قربانی سے اُسے روک رکھا تھا۔ اور ابرہام کی زندگی میں کئی بار یہ موقعہ یاد آیا ہوگا۔ کہ وہاں اس پہاڑ کی چوٹی پر خدا نے میری عجیب معجزانہ طور پر مدد کی تھی۔ بلکہ ابرہام ایسے کئی اور موقعوں پر جو اُسکی زندگی میں گذرے تھے [illegible] رکھکر خدا کا شکر کرتا تھا۔

کیا ناظرین میں سے کوئی اپنی زندگی کے کسی ایسے موقعہ کو یاد کر سکتے ہیں جبکہ خدا نے خاص طور سے آپ کی مدد دے کر آپ کو شکرگذاری کا موقعہ دیا ہو۔ یہ بہت ہی مناسب ہے کہ ہم اپنی زندگی میں یہوواہ یری کو یاد کریں۔ اپنی زندگی میں خدا کی اُن مہربانیوں اور شفقتوں کو یاد رکھیں اور اُن کے لئے شکریہ ادا کریں۔ اپنی برکتوں کو جو خدا سے حاصل کی ہیں یاد کریں اور انکو ایک ایک کر کے گنیں تو آپ حیران ہو جائینگے کہ خدا نے کیسے بڑے احسان آپ کے ساتھ کئے۔ اس دیوزدہ شخص کو جو گراسینیوں کے علاقہ میں تھا اور جسکو خداوند مسیح سے شفا حاصل ہوئی تھی۔ ہمارے خداوند نے یہی حکم دیا تھا کہ جا اپنے لوگوں کو بتا کہ خداوند نے تیرے لئے کیسے بڑے کام کئے ہیں۔ آؤ ہم بھی اپنی اور اپنی خاندانی زندگی میں ایسے تجربوں سے گواہی دیں کہ خداوند نے کیسے احسان ہم سے کئے ہیں۔ بیشک ایسے یہوواہ یری ہم سے ہر ایک کی زندگیوں میں ہوں تو بے شک خدا کی مہربانیوں کی شکرگذاری کے ہمیں کتنے مواقع یاد آ سکتے ہیں۔

بسا اوقات خداوند سے ہمیں یہ بلاہٹ آتی ہے۔ کہ فلاں قیمتی چیز کو فلاں بچے کو جو تجھ کو بہت عزیز ہے میرے لئے دیدے۔ میری خدمت کے لئے دے۔ اور ہم اس چیز کو خداوند سے دریغ کرتے۔ اور یوں ہم ایسا تجربہ حاصل کرتے ہیں جس سے ہم زندگی بھر پچھتاتے رہتے ہیں۔ پر اگر ہم خداوند کی محبت کے باعث اس چیز کو یا اس عزیز کو یا اپنی محنت [illegible] کو خداوند کے لئے خوشی سے دیتے ہیں تو ہماری زندگی میں ہمارے لئے خدا وہ برکتیں مہیا رکھیگا جو یہوواہ یری کی برکات کے مساوی ہونگی۔ اپنی ساری راہیں اُس پر چھوڑ دے وہ آپ بنا لیگا۔ وہ آپ مہیا کریگا۔

ذریعہ

الوداعی جلسہ

پادری اے سنڈرسن صاحب ولسلین مشن غازی پور کی مختصر کیفیت

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء بوقت ۴ بجے شام کو پادری اے سنڈرسن صاحب ولسلین مشن غازی پور کیلئے الوداعی جلسہ قائم ہوا۔ مسیحی کلیسیا اور مشن کے کارکن اور اسکول کے لڑکے و لڑکیاں اور چند ریلوے ملازم اور غیر مسیحی شریک جلسہ ہوئے۔ چونکہ مشن کمپونڈ وسیع و فراخ ہے۔ بنگلہ کے سامنے سایہ دار درخت کے گرد ایک خیمہ بغرض جلسہ و مہمان نوازی ضیافت کے لئے استادہ کیا گیا تھا جو کہ پھول پتوں سے سجایا گیا جس میں میز کرسیاں قطار در قطار قرینہ سے آراستہ و پیراستہ کی گئیں۔ اس جلسہ کے کرسی نشین ڈیوڈ جان صاحب پاسٹر چرچ غازی پور منتخب ہوئے۔ جنہوں نے جلسہ کی غرض و مقصد کو بیان و عیاں کیا۔ بعد ازاں جو اشیا بطور یادگار کے پادری صاحب موصوف کو اس موقعہ پر دینے کو تھے کلیسیا کی جانب سے تیار کی گئی تھیں۔ وہ گھڑیاں اور ایک عمدہ خوبصورت ہار جو چاندی سے تیار کرایا تھا۔ صاحب موصوف کے گلے میں میر مجلس صاحب نے پہنایا اور ساتھ ہی مصور نے فوٹو لیا۔ اور ایک انگریزی ایڈریس اے۔ جے فلپ صاحب نے پڑھکر سنایا جسکا اُردو ترجمہ ای۔ ایل لوئیس صاحب نے پڑھ کر سامعین کو آرسرنو متاثر کیا۔ وہ ترجمہ ناظرین زرافشاں کے لئے ذیل میں درج کرینگے۔

کاروائی حسب پروگرام

آغاز گیت جے جے یسوع کی جے [illegible]۔ بعد کو پاسٹر صاحب نے دعا کی۔ اس کے بعد اسکول کے لڑکے اور لڑکیاں صاحب ممدوح کی جدائی کا گیت ساختہ اسکول ماسٹر صاحب عجیب لہجہ میں سنا کر اپنے سامعین کو رنج والم کے دریا میں ڈال دیا۔ اور [illegible] خود ساختہ ہندی دوہا صاحب موصوف کی تعریف میں پڑھکر سنایا۔ بعد کو لڑکوں سے ڈائیلاگ ہوا۔ اور چند لڑکے اور لڑکیوں نے ہندوستانی باجہ کے ساتھ [illegible]

گایا مسٹر ولیس نے طلبہ کے ساتھ ستار چھیڑتے ہوئے محفل کی رونق کو دوبالا کر دکھایا۔ حاضرین نہایت مسرور ہوئے۔ بعد کو لڑکوں نے انتخاب میں بڑی خوبی سے دلچسپی لی۔ ازاں بعد مس روفس اور مس میک نے ایک انگریزی گیت گا کر حاضرین کو اپنی خوش آوازی سے خوش کیا۔ اور پاسٹر صاحب موصوف نے صاحب موصوف کی جدائی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی محبت و محنت اور ہمدردی و کام کی خوبیوں کے لئے شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد پادری اے سنڈرسن صاحب نے محبت بھرے الفاظ سے اپنے کام کی دلچسپی اور کلیسیا کی ترقی و بہبودی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جانشین کی تعریف میں چند کلمہ کہکر حاضرین کو فیضیاب کیا۔

ترجمہ ایڈریس

جناب شفیق مہربان پادری اے سنڈرسن صاحب سلامت چونکہ آج وہ دن ہے کہ ہم سب آپ کے پدرانہ شفقت اور خداوند مسیح کی اُلفت کا شکریہ ادا کریں بچونکہ آپ ہم لوگوں سے جدا ہو کر اپنے وطن (ولایت) تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہم تمام مسیحی جماعت غازی پور و کارگذاران مشن آج یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ آپ کو اس الوداعی کے موقعہ پر اپنی محبت کا اظہار کریں اور الوداعی کا یہ مختصر ایڈریس آپ کی خدمت میں پیش کریں۔ ہم سب اپنے نہایت ہی خوش نصیب سمجھتے ہیں کہ ایسے لائق اور نیک خو پاسبان کے ساتھ رہتے ہوئے ہر طرح کی حفاظت اور مسیحی خوبیوں کی تعلیم پاتے اور حاصل کرتے رہے۔ اور ہم تہ دل سے یہ کہتے ہیں کہ اس وقت آپکی جدائی ہم سب کے دلوں میں رنج والم کا باعث ہو رہی ہے کیونکہ ایسے مہربان فیض رسان ہمدرد و سرپرست کا سایہ چند روز کے لئے ہم سے جدائی کا اظہار کر رہا ہے ہم سب آپ کی مہربانیوں اور خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی محبت کو یاد کرتے رہینگے۔ اور ہم بیانگ کہہ سکتے ہیں کہ آپ اصل کلیسیا کے ایک حقیقی دوست رہے ہیں جو کہ مسیحی تعلیم اور اپنی نیک طبیعت اور بیدار انہ محبت کی وجہ سے ہر ایک مسیحی و غیر مسیحی کے دلوں میں گھر بنائے ہوئے ہیں جسکی وجہ سے آپکی یادگار ہمارے دلوں سے فراموش نہیں ہو سکتا۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے جسمانی و روحانی ضروریات کے وقت آپ ہمارے ساتھ کیسی ہمدردی و محبت سے پیش آتے رہے ہیں جو ہمارے لئے پوری تسلی و تشفی کے باعث ہوتے رہے اور آپ بیماروں کے لئے ایک قوت زندگی بخش رہے ہیں اور آپ کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ حتی المقدور کلیسیا کو ہر مشکلات اور آفت سے بچا کر خوش و خرم رکھا جاوے۔

علاوہ ان سب مذکورہ بالا باتوں کے سب سے اعلیٰ خوبی جو آپنے دکھائی یہ تھی ان یتیم بچوں کے لئے پرورش کا انتظام اور اسکول جاری کیا۔ جو ان کی بہتری و بہبودی کا باعث ہے۔ یہ غریب بچے ایسے مہربان آقا کی جدائی سے بڑے رنج والم سے چشم پرآب ہو رہے ہیں۔ یہ آپ کی خوبی طبع کا نتیجہ ہے۔ جو اس قدر یتیم بچوں کے لئے تعلیم کا فکر دامنگیر رہا۔ اب ہم سب اس وقت تہ دل اور بڑے ادب سے آپکی مہربانیوں اور پرجوش محبت کے لئے شکر گذار ہیں اور اپنے پیارے منجی خداوند مسیح سے دست بدعا ہیں۔ کہ وہ ان تمام باتوں کے عوض آپ کو اپنی برکتوں سے مالا مال کرے اور صحت و تندرستی اور اقبالمندی کے ہمراہ ہمیشہ سیری کرتا رہے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں ملتجی ہیں کہ ہماری تمام نالائقیوں اور قصوروں کو جو وقتاً فوقتاً ہماری بداعمالیوں سے صادر ہوئے ہوں معاف کریں ۔۔۔ ہمیں آپ سے کامل امید ہے کہ ہمارا یہ استدعا لاحاصل نہ ہوگی۔ اور امید واثق ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں ہمیشہ ہم لوگوں کو یاد فرماتے رہینگے۔ اور ہم سب کی یہ دلی دعا ہے کہ خداوند مسیح سفر میں آپ کے ساتھ خشکی و سمندری راستہ میں آپ کا محافظ و مددگار رہ کر منزل مقصود پر پہنچاوے۔ اور خدا رحیم آپ کو اور آپ کی میم صاحبہ کو بعد اختتام فرلو صحیح و سلامت پھر ہند میں واپس لاوے تاکہ رنجیدہ و شکستہ دل۔ خوش آمدید کا باعث ہو اور جماعت خداوند کی مدح سرائی میں سرسبز و شاداب ہو کر شادمانی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے پھر یہی گا دے سب سے بڑے

مسیح کی ہے مصلوب جو ہوا ہے

یہ التجا جماعت کی ہے پھر بھی ملیں حضور

کرتا ہوں اب سلام دعا دیجئے ضرور

بعد کو پاسٹر صاحب نے برکت کے کلمہ سے جلسہ تمام کیا اور مہمانوں کی مٹھائی اور چاء سے تواضع و تکریم کرتے ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قریب آٹھ بجے رات کو سب لوگ مزاج پرسی اور سلام علیک کر کے راہی ہوئے۔

از جانب مسیحی کلیسیا و کارگذاران ڈیلیپشن غازی پور

یُونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یونگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔ جنہوں نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اسکی مدد کرتی ہیں اس سے بہو نے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح فیس خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکنتا اعہ سے ا لعہ تک سر کو اعہ سے صعہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

نور افشاں کو برابر پڑھتے رہو۔ اس سے آپ کو کمال فائدہ ہوگا۔ اسم کو دکھ ہوتا ہے